Al-Qalam القلم
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:27, Issue:2, 2022, pp. 212-227

مساواتِ مرد وزن: بائبلی اور قرآنی تصورات کا تقابلی مطالعہ

Equality of Men and Women: A Comparative Study of Biblical and Qur'anic Concepts

Mehfooz Ahmed Bhatti
Lecturer, Government Graduate College of Science, Wahdat Road, Lahore, Pakistan.

Dr. Tehseen Sarwar
Assistant Professor, Superior College, Sumbarial, Sialkot, Pakistan.

KEYWORDS

Bible, Quran, Gender Equivalence, Civilization, Natural Standards, Christianity, Islam.

Date of Publication: 26-12-2022

ABSTRACT

Islam is a natural Deen that's why it analyze every aspect of life on the basis of natural standards. Chronologically, it has been remained a hot issue of gender equivalence in the regions belong to Biblical and Quranic civilizations. In this regard, the role of women was not granted the standards which they deserve. Though, the Charisma of gender equivalence has been ascribed in different aspects in Biblical and Quranic perspective. So, in this research paper; the authors have not only described the chronological order of gender equivalence in Christianity and Islam but also analyzed their arguments and viewpoints.

تمہید

گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اس کے ارتکاب سے انسان شیطان اور اپنی نفسانی خواہشات کا پیروکار بن جاتا ہے۔ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کی نظروں میں بھی حقیر ہو جاتا ہے۔ گناہ انسانی عقل میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اس کا نتیجہ خدائی غضب اور لعنت کی صورت میں نکلا۔ گناہ شیطان کا لشکر ہے جو لوگوں کو ذکر (خدا کی یاد) سے غافل کرتا ہے۔ گنہگار اپنے نفس کے خلاف شیطان کی مدد کرتا ہے۔ شیطان گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے دنیا کی زینت اور حسن کی خاطر روزِ حشر کی کامیابیوں اور برکتوں کو بھول جاتا تھا اور انسان کو غفلت میں ڈال دیتا تھا۔ انسانی زبان، جسم اور دل کے اعضاء پر اس طرح کی غفلت کے آثار خدا کی یاد کے بجائے شیطانی حملے میں شدت سے دیکھے جاسکتے ہیں۔

بائبل اور تخلیق عورت

کتاب مقدس میں اللہ نے مردوزن کی تخلیق کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔

"اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اس کو پیدا کیا۔ نر و ناری ان کو پیدا کیا۔"[1]

پھر کتاب پیدائش ہی میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر پیدائش آدم و حوا علیہما السلام کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ " اور خداوند خدا نے کہا کہ آدم کو اکیلا رہنا اچھا نہیں۔ میں اس کے لیے ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا۔ "[2] علاوہ ازیں اس آیت کے بعد دو آیات میں وضاحت ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے مختلف مددگار ان کی خدمت میں پیش کیے مگر آپ کو ان میں سے کوئی بھی پسند نہ آیا۔ تب اللہ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا:

"اور خداوند نے آدم پر گہری نیند بھیجی اور وہ سو گیا اور اس نے اس کی پسلیوں میں سے ایک کو نکال لیا اور اس کی جگہ گوشت بھر دیا۔ اور خداوند خدا نے اس پسلی سے جو اس نے آدم میں سے نکالی تھی ایک عورت بنا کر اسے آدم کے پاس لایا۔ اور آدم نے کہا کہ یہ تو اب میری ہڈیوں میں سے ہڈی اور میرے گوشت میں سے گوشت ہے اس لیے وہ ناری کہلائے گی کیونکہ وہ نر سے نکالی گئی۔ "[3]

مذکورہ آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ عورت کی تخلیق کا مقصد مرد کو راحت پہنچانا اور طبیعت میں فرحت وانبساط پیدا کرنا ہے۔ عورت کی اپنی کوئی خواہش نہیں بلکہ وہ مرد کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ اس لیے اسے مرد کی عزت و تکریم میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھنا چاہیے۔ لہٰذا جس کے لیے تخلیق کی گئی ہے اس کی اطاعت اس پر فرض ہے۔

The Bible teaches that woman brought sin and death into the world that she precipitated the fall of the race, that she was arraigned before the judgment seat of Heaven, tried, condemned and sentenced. Marriage for her was to be a condition of bondage, maternity a period of suffering and anguish, and in silence and subjection, she was to play the role of a dependent on man's bounty

for all her material wants, and for all the information she might desire on the vital questions of the hour, she was commanded to ask her husband at home. Here is the Bible position of woman briefly summed up.[4]

بائبل سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ عورت گناہ اور موت دنیا میں لے کر آئی ہے، وہ نسلوں کی تربیت کا ذریعہ بنی جنت کا فیصلہ ہونے سے پہلے اس کو قصور وار مان لیا جاتا تھا اس کی پیشی ہوتی تھی اس کو بے عزت کیا جاتا تھا پھر سزا دی جاتی تھی، شادی اس کے لیے ایک قید تھی، حمل کا وقت اس کے لیے تکلیف اور دکھوں کا تھا جو وہ خاموشی سے گھٹ گھٹ کر برداشت کرتی تھی، اس کو اپنی تمام مادی خواہشات کے لیے اور ان تمام علوم کے لیے جو وہ سیکھنا چاہتی تھی اپنے مردوں کی مرضی پر منحصر ہونا پڑتا تھا۔

ایک دوسرے مقام پر سینٹ پال اپنے خیالات کی تردید کرتے ہوئے خط میں لکھتے ہیں۔

"تو بھی خداوند میں، نہ عورت مرد کے بغیر ہے نہ مرد عورت کے بغیر۔ کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے ویسے ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ سے ہے مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔"[5]

انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں مرقوم ہے:

"تاریخی اعتبار سے زیادہ تر تہذیبوں میں خاندان کا سربراہ مرد ہی ہے شاید کہ سب سے زیادہ پر اثر مثال خاندان میں مرد کا دباؤ ہونے کی وہ ہے جو عہد نامہ قدیم میں خاندانی نظام کی وضاحت کی گئی ہے۔ جہاں کہ مرد خاندان کا سربراہ ہوتا ہے اور اس کو بہت ساری بیویاں اور باندیاں رکھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ایک عام اصول کے اعتبار سے عہد نامہ قدیم کی عورت کو کمتر مقام دیا گیا تھا۔"[6]

قرآن اور تخلیق عورت:

قرآنی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ تخلیقی اعتبار سے مرد و زن یکساں ہیں۔ مرد کو عورت پر اور عورت کو مرد پر تخلیق و پیدائش میں کوئی افضلیت و برتری نہیں۔ قرآن میں اللہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً.[7]

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔"

سورۃ الاعراف میں یہ فرمایا:

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا -[8]

"وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا۔"

سورۃ الزمر میں اس طرح ارشاد ربانی ہے:

خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا-[9]

"اسی نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر اس سے اس کا جوڑا بنایا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" عورتوں کے بارے میں میری وصیت کا ہمیشہ خیال رکھنا، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی میں بھی سب سے ٹیڑھا اوپر والا حصہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرے تو آخر انجام اس کو توڑ کے رہے گا اور اگر اسے یونہی چھوڑ دے گا

تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہ جائے گی، پس عورتوں کے بارے میری نصیحت مانو، عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔[10] تخلیقِ حوا کے باب میں مفسرین کے تین گروہ ہیں۔ پہلے گروہ کا خیال ہے کہ آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے پیدا کیا گیا۔ جیسا کہ گذشتہ حدیث میں مذکور ہوا۔ دوسرے فریق والے کہتے ہیں آپ کی پیدائش جنس سے ہوئی۔ رہی بات حدیث مذکورہ کی تو اس میں " ٹیڑھی پسلی " کا لفظ بطور تشبیہ آیا ہے۔ مطلب یہ کہ جیسے ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا محال ہے۔ ایسے ہی عورت کی کجی کو درست کرنا ناممکن ہے۔ لہذا ان کے بارے نرم گوشہ رکھو۔ تیسرا گروہ اماں حوا علیہا السلام کی پیدائش کے طریقہ پر کوئی رائے دینے سے گریز کی راہ اختیار کرتا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن وحدیث خاموش ہیں لہذا رائے دینا مناسب نہیں۔ مولانا عبد السلام بھٹوی لکھتے ہیں:

" قرآن کی آیت سے معلوم ہوا کہ حوا علیہا السلام آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئیں۔ اس کی کیفیت رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں کی۔ کچھ لوگ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ عورت میں کچھ ٹیڑھا پن رہتا ہی ہے۔ اس لیے اسے پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے، مگر قرآن کے صریح الفاظ کہ آدم علیہ السلام سے اس کی بیوی کو پیدا کیا ہے، اس کے ساتھ حدیث ملائیں تو پسلی سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہاں، اس کی کجی بھی اپنی جگہ درست ہے۔"[11]

بائبل میں لغزش آدم وحوا علیہا السلام کا قصہ

جب حضرت آدم و حوا علیہما السلام تخلیقی مراحل سے گزر چکے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے باغوں میں رہنے کی جگہ فراہم کی اور فرمایا تھا " تم یہاں کی ہر نعمت سے حظ اٹھا سکتے ہو مگر ایک درخت کے قریب بھی نہ جانا" چونکہ انسان خطا کا پتلا تھا لہذا ان سے غلطی ہوئی اور شیطان کے بہکانے سے وہ اللہ کی نافرمانی کر بیٹھے، چنانچہ ان سے یہ نعمت غیر مترقبہ سلب کر لی گئی اور تا قیامت زمین پر رہنے کے لیے بھیج دیا گیا۔ دیکھئیے بائبل نے اس پھسلاہٹ اور خطائے ازلی کا سارا ملبہ عورت پر پھینک دیا۔

بائبل میں لکھا ہے۔

" اور سانپ کل دشتی جانوروں سے جن کو خداوند خدا نے بنایا تھا چالاک تھا اور اس نے عورت سے کہا کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اس کے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاؤ گے، تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہر گز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک وبد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔ عورت نے جو دیکھا کہ وہ

درخت کھانے کے لیے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لیے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو دیا اور اس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لیے لنگیاں بنائیں۔"[12]

خداوند کو جب معلوم ہوا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ناراضی کا اظہار کیا کہ اس پھل کا ذائقہ کیوں چکھا جس سے میں نے منع کیا تھا تو جواباً حضرت آدم علیہ السلام نے خداوند سے کہا:

"آدم نے کہا کہ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔"[13]

چونکہ بائبل کے بیان کے مطابق عورت اس خروج کی ذمہ دار اور ہبوط آدم کی قصوروار ہے اس لیے سزا بھی اسے ہی ملنا چاہیے تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ممنوعہ پھل کھلانے کے بدلے رہتی دنیا تک عورت کو دردِزہ اور حمل کی دشواریوں میں مبتلا کر دیا۔ کتاب مقدس میں لکھا ہے۔

"پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھاؤں گا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کرے گا۔"[14]

عہد نامہ جدید میں سینٹ پال کا خط بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بھٹکنے کا سبب حضرت حوا علیھا السلام بتاتا ہے۔

"لیکن میں ڈرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح سانپ نے اپنی مکاری سے حوا کو بہکایا اسی طرح تمہارے خیالات بھی اس خلوص اور پاکدامنی سے ہٹ جائیں جو مسیح کے ساتھ ہونی چاہیے"۔[15]

سینٹ پال دوسرے خط میں رقمطراز ہیں۔

"اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔ لیکن اولاد ہونے سے نجات پائے گی بشرطیکہ وہ ایمان اور محبت اور پاکیزگی میں پرہیزگاری کے ساتھ قائم رہیں"۔[16]

عیسائیوں کی طرح یہودی بھی ہر برائی کی جڑ عورت کو ہی قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ حضرت حوا علیھا السلام سے ہونے والی لغزش ہے اور عورت کو تب سے آج تک جن مسائل (حیض، نفاس، درد حمل، بے وفا، شیطانی ہاتھ وغیرہ) کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ سب کا سب حضرت حوا علیھا السلام کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ شاہ یروشلم داؤد کے بیٹے اپنے مشہور زمانہ وعظ میں عورت ذات کے حوالے سے یوں فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے دل کو متوجہ کیا کہ جانوں اور تفتیش کروں اور حکمت اور خرد کو دریافت کروں اور سمجھوں کہ بدی حماقت ہے اور حماقت دیوانگی سے ہے۔ تب میں نے موت سے تلخ تر اس عورت کو پایا جس کا دل پھندا اور جال ہے اور جس کے ہاتھ ہتھکڑیاں ہیں، جس سے خدا خوش ہے وہ اس سے بچ جائے گا لیکن گنہگار اس کا شکار ہوگا۔ دیکھ واعظ کہتا ہے میں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے یہ دریافت کیا ہے جس کی میرے دل کو اب تک تلاش ہے پر ملا نہیں۔ میں نے ہزار میں سے ایک مرد پایا لیکن ان سبھوں میں عورت ایک بھی نہ ملی"۔[17]

ربی لیونارڈر کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو پھسلانے کی وجہ سے اماں حوانے عورت کو نو [9] اقسام کے مصائب میں مبتلاء کیا۔

'To the woman he gave nine curses and death: The burden of the blood of menstruation and the Blood of virginity; the burden of pregnancy; theBurden of childbirth; the burden of bringing up the Children; her head is covered as one an mourning; She pierces her ear like a permanent slave or slave Girl who serves her master; she is not to be believed As a witness; and after everything—death'[18]

[عورت کو اس [خدا] نے نو مصیبتیں دی ہیں، حیض یا کنوار پن کے خون کا بوجھ، حمل کا بوجھ، بچے کی پیدائش کا بوجھ، بچے کی پرورش کا بوجھ، رنج و غم کے وقت اس کا سر ڈھکا جاتا ہے، وہ غلام اور لونڈیوں کی طرح اپنے کانوں میں سوراخ کرتی ہے، گواہ کے طور پر اس کا یقین نہیں کیا جاتا اور ہر چیز کے بعد موت۔"

یہودی مرد آج بھی صبح کی دعا میں اس بات کا شکر ادا کرتے ہیں کہ خدا نے انہیں عورت نہیں بنایا۔

'"Blessed be God King of the universe that thou has not made me a woman.'[19]

"دنیا کے بادشاہ خداوند کے لیے عام تعریف ہے کہ اس نے مجھے ایک عورت نہیں بنایا۔"

بہت سے پادری بھی اس واقعہ کا موردِ الزام حضرت حوا علیہا السلام ہی کو ٹھہراتے ہیں۔ پادری ٹرتولین کہتے ہیں۔

"Do you not know that you are each an Eve? The sentence of God on this sex of yours lives in this age; age guilty must of necessity live too. You are Devil's gateway; you are the unsealed of the forbidden tree; you are the first deserter of the divine law; you are she who persuaded him whom the devil was not valiant enough to attack, you destroyed so easily God's image man. On account of you desert even the Son of God had to die." [20]

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم سب ایک حوا ہو خدا کی دی ہوئی سزا اس صنف پر آج کے زمانے میں بھی برقرار ہے اور ملامت بھی ضرور رہے گی۔ تم شیطان کا دروازہ ہو، ممنوعہ درخت کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو سب سے پہلے توڑنے والی ہو، تم وہ ہو جس نے آدم کو اکسایا جس پر حملہ کی اجازت شیطان کو بھی نہیں تھی۔ تم نے اتنی آسانی سے خدا کی تصویر آدمی کو تباہ کر دیا تمہارے نافرمانی کے خمیازے میں خدا کے بیٹے کو موت سے دوچار ہونا پڑا۔"

سینٹ آگسٹائن [St Augustine] اپنے ایک دوست کو خط میں لکھتے ہیں۔

"What is the difference whether it is in a wife or a mother it is still Eve the Temptress that we must beware of in any woman.'' [21]

[اس سے کیا فرق پڑتا ہے خواہ وہ ماں ہو یا بیوی، ہے تو وہ حوا ہی جو بہکانے والی ہے جس کی وجہ سے ہم کو عورت ذات سے محتاط رہنا ہے]

قرآن میں خطائے آدم وحواعلیہاالسلام کی حقیقت:

کتاب مقدس کے مطابق عورت ہی ابتدائے آفرینش کی خطاکار اور خروج آدم کی اصل ذمہ دار ہے۔ جس کے سبب سے قیامت تک کے لیے حوا کی بیٹی کو انواع واقسام کی بیماریوں اور آفات کا شکار کر دیا گیا۔ جبکہ قرآنی نظریہ کہتاہے یہ خطاانسانی سرشت کالازمہ تھی۔ چہ جائیکہ اس کو فقط عورت سے منسوب کیاجائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّلَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى - إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى - وَ أَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى - فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى - فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى - ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى- [22]

"ہم نے کہااے آدم! بے شک یہ تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے، کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکال دے کہ تو مصیبت میں پڑ جائے گا۔ بے شک تیرے لیے یہ ہے کہ تو اس میں نہ بھوکا ہو گا اور نہ ننگا ہو گا۔ اور یہ کہ بے شک تو اس میں نہ پیاسا ہو گا اور نہ دھوپ کھائے گا۔ پس شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا، کہنے لگا اے آدم! کیامیں تجھے دائمی زندگی کے درخت اور ایسی بادشاہی بتاؤں جو پرانی نہ ہو؟ پس دونوں نے اس میں سے کھا لیا تو دونوں کے لیے ان کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں اپنے آپ پر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے چن لیا، پس اس پر توجہ فرمائی۔ اور ہدایت دی۔"

فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ کی تشریح میں مولاناعبدالرحمان کیلانی لکھتے ہیں:

"یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مقام پر شیطانی وسوسہ کی نسبت صرف سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے اور ایک دوسرے مقام پر دونوں کی طرف کی ہے۔ اس لیے کہ اس معاملہ میں حوا کی حیثیت صرف بالتبع تھی۔"[23]

اس لیے ہم بجاطور پر کہہ سکتے ہیں کہ عورت نافرمانی کی اصل ذمہ دار نہیں جیسا کہ یہود ونصاری کا نظریہ ہے۔ اہل کتاب کے بعض عقائد میں معروف یہ خیال ہے کہ معصیت وراثت میں ساری انسانیت کے حصے میں آئی ہے۔ قرآن کریم نے اسے لغو اور باطل قرار دیتے ہوئے انسانیت کو اس بوجھ سے نجات دلائی۔ کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام ارتکابِ لغزش پہ پشمانی کی حالت میں رب سے یوں دست بدعا ہوئے۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ- [24]

"دونوں نے کہااے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیاتو یقیناہم ضرور خسارہ پانے
والوں سے ہو جائیں گے۔"

آدم و حوا علیہما السلام دنیائے فانی سے منزل عدم کے راہی بنے تو ان کے دامن گناہوں کی آلودگیوں سے اجلے کپڑوں کی مانند تھے۔ لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں سال بعد مسیح مصلوب ہو کر انسانیت کو پاک کریں، جبکہ یہ کام ان کی توبہ صدیوں پہلے کر چکی ہے۔ یہ امر بھی حیرت کا باعث ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد بھی عورتیں حمل و دردِ زہ کی تکالیف میں مبتلاء رہتی ہیں۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے عورت کی خلاصی تو نہ ہوئی!!! قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ نے حمل کو عورت کی سزا نہیں بلکہ عظمت و رفعت کا سبب بتایا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ [25]

"اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی تاکید کی، اس کی ماں نے اسے ناگواری کی حالت میں اٹھائے رکھا اور اسے ناگواری کی حالت میں جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کو پہنچ گیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں وہ نیک عمل کروں جسے تو پسند کرتا ہے اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح فرما دے، بے شک میں نے تیری طرف توبہ کی اور بے شک میں حکم ماننے والوں سے ہوں۔"

عورتوں میں کامل خواتین

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ العَالَمِينَ: مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔** "[26]"ساری دنیا کی عورتوں میں سے تمھیں مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ کافی ہیں۔" یہ حدیث بین ثبوت ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں میں بھی کامل خواتین ہوئی ہیں۔ اور ان کی فضیلت میں سب کا اتفاق ہے۔

مساوات مرد وزن بائبل کی رو سے

بائبل میں مرد وزن کی حیثیت میں چند چیزیں مشترک ہیں، یعنی اگر معاملہ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو تو مرد اور خاتون کا لحاظ کیے بغیر ایک جیسا سلوک کیا جائے گا۔ عہد نامہ قدیم میں ہے کہ اگر مرد وزن شرک میں مبتلا ہوں تو دونوں کو قتل کر دیا جائے۔

"اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے حضور یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو اور جا کر اور معبودوں

کی یا سورج یا چاند یا اجرام فلک میں سے کسی کی جس کا حکم میں نے تجھ کو نہیں دیا پوجا اور پرستش کی ہو اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیقات کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا تو تو اس مرد یا اس عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر اپنے پھاٹکوں پر نکال لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں۔"[27]

خوشی کے موقعوں پر مرد وزن کی مساوی شرکت کے بارے میں عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے:

"تب جیسی برکت خداوند تیرے خدا نے دی ہو اس کے مطابق اپنے ہاتھ کی رضا کی قربانی کا ہدیہ لا کر خداوند تیرا خدا اپنے نام کے مسکن کے لیے چنے گا تو اور تیرے بیٹے۔ بیٹیاں اور تیرے غلام اور لونڈیاں اور وہ لاوی جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے درمیان ہوں سب مل کر خداوند اپنے خدا کے حضور خوشی منانا۔"[28]

تبلیغی امور سر انجام دینے میں مرد وزن برابر ہیں۔ کتاب مقدس کہتی ہے:

"خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہو گا کہ میں اپنی روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گے اور تمہارے جوان رویا اور تمہارے بڑھے خواب دیکھیں گے۔"[29]

مذہبی تعلیمات کے حصول میں مرد وزن برابر ہیں یا نہیں؟ اس حوالے سے عہد نامہ جدید میں مختلف احکامات ہیں۔ بعض جگہ یکسانیت وبرابری کا حکم ہے:

"نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی، نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔"[30]

جبکہ عہد نامہ جدید ہی کی کتاب **"کرنتھیوں"** میں عورت کو مذہبی معاملات سے بالکل ہی دور کر دیا گیا ہے۔

سینٹ پال ایک خط میں یوں رقمطراز ہیں۔

"عورتیں کلیسیا کے مجمع میں خاموش رہیں کیونکہ انہیں بولنے کا حکم نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا توریت میں بھی لکھا ہے۔ اور اگر کچھ سیکھنا چاہیں تو گھر میں اپنے اپنے شوہر سے پوچھیں کیونکہ عورت کا کلیسیا کے مجمع میں بولنا شرم کی بات ہے۔"[31]

سینٹ پال ایک دوسرے خط میں سختی سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے بلکہ چپ چاپ رہے۔"[32]

عہد نامہ قدیم میں مرد وزن کی پیدائش کے وقت طہارت کے دورانیہ میں بھی تضاد نظر آتا ہے۔

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کے لڑکا ہو تو وہ سات دن ناپاک رہے گی جیسے حیض کے ایام میں رہتی ہے اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔ اس کے بعد تینتیس دن تک وہ طہارت کے خون میں رہے اور جب تک اس کی طہارت کے ایام پورے نہ ہوں تب تک نہ تو کسی مقدس چیز کو چھوئے اور مقدس میں داخل ہو۔ اور اگر اس کے لڑکی ہو تو وہ

دو ہفتے ناپاک رہے گی جیسے حیض کے ایام میں رہتی ہے۔ اس کے بعد وہ چھیاسٹھ دن تک طہارت کے خون میں رہے۔"[33] یہ پابندی ماورائے عقل اور انسانی قوت وطاقت سے باہر کی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مدتِ نفاس فطری عمل ہے جس میں عورت کی جسمانی قوت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ دراصل اہل کتاب کی یہ ناانصافی عورت ومرد کے حقوق میں نامنصافانہ وظالمانہ سوچ کا نتیجہ ہے

مساوات مرد وزن قرآن کی رو سے

جزاء وسزا میں مساوات

اسلام کے نزدیک انسان کی فلاح وخسران سلامتی ایمان اور درستی اعمال سے ملحق ہے۔ چنانچہ اسلام ہمیں اس نظریہ کو دریابرد کرنے کا کہتا ہے جس میں عورت کو محض اس لیے ذلیل کیا جائے کہ وہ عورت ہے، چاہے وہ اپنی ذات میں انجمن ہو۔ جبکہ دوسری جانب مرد کو محض اس لیے ہر محفل میں تکریم ملے اور اشرف خیال کیا جائے کہ یہ مرد ہے۔ اسلام ایسی سوچ کو جاہلیت پر مبنی قرار دیتا ہے۔ قرآن سوچوں کے دھارے کو درست کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے۔

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا -[34]

"اور جو شخص نیک کاموں میں سے [کوئی کام] کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور کھجور کی گٹھلی کے نقطے کے برابر ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

سورہ احزاب میں اللہ مرد وعورت کے نیک اعمال کا اکٹھا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا-[35]

"بے شک مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

چنانچہ شرعی تکلیف اور جزائے اخروی میں مرد وزن کے درمیان اسلام کی قائم کردہ مساوات میں کوئی شک نہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں میں پوری مساوات کے ساتھ اسلام کی دعوت دی۔ یہی وجہ ہے

کہ جس طرح مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔

کہاں اسلام کا دیا ہوا عزت و مرتبہ اور کہاں عیسائیت میں چھڑنے والی بحث کہ عورت شیطان ہے، ناپاک ہے۔

عبادت میں مساوات

اسلام نے عورت کو ہر اس کارِ خیر میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جو اس کی نسوانیت، شرم و حیا اور مقام و مرتبہ کے مطابق ہے۔ اس لیے جہاں مرد کی روح کی بالیدگی کے لیے اسے مسجد سے تعلق رکھنے کا پابند کیا تو وہیں عورت کو بھی روحانیت کی تکمیل تک پہنچانے کے لیے نیک اجتماعات میں شرکت کی اجازت دی ہے۔ اللہ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ [36]

"اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج [فرض] ہے، جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔"

اسلام عورت کو مسجد میں جمعہ پڑھنے اور عید گاہ میں عید کے اجتماع میں شرکت کی اجازت دیتا ہے۔ نا صرف شرکت بلکہ مسئلہ درپیش ہو تو اس میں فہم و فراست کے لیے سوال کی بھی اجازت ہے۔ عید کے موقع پر آپ علیہ السلام نے وعظ فرمایا لیکن ازدہام کی وجہ سے عورتوں تک آواز نہ پہنچ سکی تو آپ نے الگ سے خواتین کو مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائیں۔

خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي القُرْطَ وَالخَاتَمَ، وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ ۔[37]

"بے شک رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے آپ نے یہ خیال کیا کہ (مردوں سے وعظ کے دوران) عورتیں آپ کی آواز نہ سن سکیں چنانچہ آپ نے ان سے وعظ کیا اور انہیں صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں نکال کر دینے لگیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے دامن میں لے رہے تھے"۔

اس روایت کی تشریح میں علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ وَعْظِ النِّسَاءِ وَتَعْلِيمِهِنَّ أَحْكَامَ الْإِسْلَامِ وَتَذْكِيرِهِنَّ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِنَّ، وَاسْتِحْبَابُ حَثِّهِنَّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَتَخْصِيصِهِنَّ بِذَلِكَ فِي مَجْلِسٍ مُنْفَرِدٍ.[38]

"اس روایت میں عورتوں سے وعظ کرنے، انہیں احکام اسلام کی تعلیم دینے، انہیں صدقہ کرنے پر آمادہ کرنے اور ان کی تعلیم کے لئے علیحدہ مجلس کے اہتمام کرنے کا استحباب کا ذکر ہے۔"

تعلیم میں مساوات

عام طور پر نبی کریم ﷺ کے دور میں جو علم مرد کے لیے میسر تھا وہی علم مساواتی اصولوں پر عورت کے لیے بھی میسر تھا۔ یہ ایک لازمی امر ہے جس کی بنیاد اس پر قائم ہے کہ مرد اور عورت شرعی تکلیف اور آخرت میں جزا اور

سزا کے معاملے میں برابر ہیں۔ تاہم اس ضمن میں عورت کو چند اضافی رعائتیں حاصل ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ-

"وہ شخص جس کے پاس ایک باندی ہو اور اس نے اسے بہترین ادب سکھایا ہو، اور اسے بہترین تعلیم دی ہو اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلی ہو۔ اسے دو اجر عطا ہوں گے۔"

اس میں کوئی شک نہیں کہ جن آیات اور احادیث میں علم اور علماء کا رتبہ بلند کیا گیا ہے وہ عورتوں پر بھی صادق آتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ-

"جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا، اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

اسلام نے دوسروں سے صدیوں پہلے عورت کو یہ حق عطا کر دیا تھا اور اس کی اہمیت کی طرف توجہ بھی دلا دی تھی کہ حصول علم کے لیے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ قبول اسلام کے ساتھ ہی اسلام کے سنہری اصول اور بنیادی احکامات سے روشناس کرادیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عورتیں بھی مردوں کی طرح مسجد میں آکر تعلیم حاصل کیا کرتی تھیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک عورت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول ﷺ! مرد آپ کی حدیث لے گئے (یعنی سب کچھ مردوں نے ہی آپ سے سیکھ لیا۔) آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے ایک دن مخصوص کر دیجیے تاکہ اس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے اس میں سے کچھ ہمیں بھی سکھلا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فلان فلان دن فلان جگہ میں اکٹھی ہو جانا"[39]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَوْعِدُكُنَّ بَيْتُ فُلَانة - [40]

تمہارا مقام اجتماع فلاں عورت کا گھر ہے۔

الغرض اسلام نے عورت کو تعلیم کے لیے مرد کے برابر مواقع عطا کیے ہیں۔ سوائے ایسی تعلیم کے لیے جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ اس کے لیے سود مند نہیں بلکہ الٹا نسوانیت اور اس کے مقاصد تخلیق کے خلاف ہے۔

عزت و تکریم میں مساوات

جب ایک مظلوم رحم والی نے دوسری رحم والی کو جنم دیا تو کتاب مقدس نے ناپاکی کا دورانیہ دوگنا کر دیا جس سے عورت کی تذلیل و اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس قرآنی تعلیمات میں جب جب عورت کے ان

مخصوص ایام اور ناپاکی کا ذکر آیا ہے قرآن کا لہجہ ایک خاص قسم کی شفقت اور ہمدردی میں ملفوف ہو گیا ہے۔ ایسے موقعوں پر عورت کے ساتھ تعلقات کی نوعیت کیا ہونی چاہیے؟ قرآن کہتا ہے:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ [41]

"اور وہ تجھ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے وہ ایک طرح کی گندگی ہے، سو حیض میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ پھر "جب وہ غسل کر لیں تو ان کے پاس آؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں۔"

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یہود، جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اس کے ساتھ گھر ہی میں اکھٹے رہتے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری۔ "یہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے یہ اذیت (کا وقت) ہے، اس لیے میحض (مقام حیض) میں عورتوں (کے ساتھ مجامعت) سے دور رہو" آخر تک۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جماع کے سوا سب کچھ کرو"۔ یہودیوں تک یہ بات پہنچی تو کہنے لگے: یہ شخص ہمارے دین کی ہر بات کی مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے۔ (یہ سن کر) اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہود اس اس طرح کہتے ہیں تو کیا ہم ان عورتوں سے جماع بھی نہ کر لیا کریں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ [42]

اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ نبی محترم ﷺ عورت کے ان تکلیف دہ ایام میں ان سے مزید ملاطفت کرتے تا کہ ان کے دکھ کو کم کیا جا سکے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"میں ایام مخصوصہ میں پانی پی کر نبی اکرم ﷺ کو پکڑا دیتی تو آپ اپنا منہ میرے منہ والی جگہ پر رکھ کر پی لیتے۔ اور میں دانتوں کے ساتھ ہڈی سے گوشت نوچتی جبکہ میرے مخصوص ایام ہوتے، پھر وہ (ہڈی) نبی اکرم ﷺ کو دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ رکھتے (اور بوٹی توڑتے۔) [43]

ایسے حالات میں جو کتاب مقدس میں عورت کے ساتھ سلوک کرنے کی ہدایات جاری کی جا رہی ہیں قطع تعلقی کے زمرے میں آتی ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے جو تشریح کی اسے صلہ رحمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جو مشکل حالات میں صلہ رحمی سے کام نہیں لیتے قرآن اسے فساد فی الارض کا مرتکب قرار دیتا ہے:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُم۔ [44]

"(اے منافقو!) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔"

حاصل کلام

بائبل کے مطابق عورت کو مرد سے پیدا کیا گیا ہے اور اس کی پیدائش کا مقصد مرد کو خوش کرنا اور اس کے لیے راحت کا سامان مہیا کرنا ہے۔ اس لیے اس کی خوشی کو مرد کی خواہش کے تابع رکھا گیا ہے۔ جبکہ قرآن کے مطابق اگرچہ عورت مرد سے پیدا کی گئی ہے لیکن اس کی راحت کو مرد کی آرزو کے ماتحت نہیں رکھا گیا۔ بلکہ جتنے مرد کو راحت کے مواقع میسر ہیں عورت کو بھی انہی راہوں پر چل کر خوشی وانبساط سے بھرپور زندگی گزرانے کا حق ودیعت کیا گیا ہے۔ اور عورت کی کجی کو حسن سلوک کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اپنے حق میں کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ بائبل کے مطابق عورت تخلیقِ انسانی کے اول دن سے ہی خطار کار و مجرم ہے۔ اور اپنی اسی لغزش کی بناء پر مختلف اقسام کی بیماریوں کا شکار رہتی ہے۔ اور مردوں میں تو کامل مل جاتا ہے لیکن عورتوں میں کامل ایک بھی نہیں۔ جبکہ قرآن آغوائے آدم کو انسانی سرشت سے جوڑتے ہوئے عورت سے اس گناہ کی تہمت کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ اور خطا کی نسبت آدمؑ کی طرف کرکے حوا علیھا السلام کو اس کا بالتبع ظاہر کرکے عورت کی عظمت کو بحال کرنے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں میں بھی کامل خواتین ہیں۔ جن کی کوئی مسابقت نہیں کر سکتا۔ میں مساوات مرد وزن کے باب میں مختلف احکامات پائے جاتے ہیں۔ خوشی کے مواقع میں عورت مرد کے ساتھ شریک ہو سکتی ہے اور شرک کے ارتکاب کے جرم میں مرد و عورت کو قتل کرنے کے احکامات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ تبلیغ کرنا اور تبلیغی مشن پر روانہ ہونا اور اپنے آپ کو چرچ کے نام وقف بھی کیا جا سکتا تھا۔ لیکن تعلیم حاصل کرنے اور طہارت کے معاملے میں مرد عورت سے فائق ہے۔ جبکہ قرآن جہاں مرد کو آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے وہیں عورت کو بھی ترقی کی راہ اختیار کرنے میں شریک کار بنانے کی ترغیب دلاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں جزاء وسزا، عبادت، تعلیم، عزت وتکریم اور حصول معاش میں مرد وزن میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی۔

حواشی وحوالہ جات

[1]۔ پیدائش 27:1، **کتاب مقدس** (لاہور: بائبل سوسائٹی انارکلی، 2006)۔

Genesis 1: 27, *the Holy Bible* (Lahore: Bible Society Anarkali, 2006).

2۔ پیدائش 18:2

Genesis 2: 1

3۔ پیدائش 21:2۔23

genesis 2: 21-23

[4] elizabeth cady stanton, *the woman's bible* (new york, european publishing company, 2001), 1/13

5۔ 1 کرنتھیوں 11:11۔12

1.Corinthians 11: 11,12

6 *The New Encyclopedia Britannica* V. 29 Ist Edition 1994 Chicago, PG: 673

7۔ النساء 1:4

Āl Nisāʾ4: 1

8۔ الاعراف 189:7

Ālāʿrāf 7: 189

9۔ الزمر 6:39

Āl Zūmar 39: 6

10۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، **الجامع الصحیح** (ریاض: داالسلام، 1999ء)، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته[3331]

Būẖāri, Mūaḥammad bin Ismāʿyl, Ālǧāmiʿ Āl Ṣaḥyḥ () Kitāb Āaḥādyṯ Āl Ānbiyāʾ, Bāb Ḫalaq Āadam wa Ḏūriytahū, Ḥadiṯ 3331

11۔ عبدالسلام بھٹوی، **تفسیر القرآن الکریم** (لاہور: دارالاندلس، 2014ء)، 1/335

ʿAbdāl Salām, Bhatwy, *Tafsyr āl Qūrā'n āl Kariym* (Lahore: Dār āl Āndalūs, 2014), 1/335

12۔ پیدائش، 3:1۔7

Genesis 3: 1-7

13۔ پیدائش، 3:12

Genesis 3: 12

14۔ پیدائش، 3:16

Genesis 3: 16

15۔ کرنتھیوں2، 3:11

1.Corinthians 3: 11,12

16۔ تیمتھیس، 2:13۔14

Timothy 2: 13, 144

17۔ واعظ، 7:25۔28

Ecclesiastes 7: 25-28
18.Leonard Swindler, Women in Judaism (New York: the Scarecrow Press, lnc. Metuchen, N.J. 1976), 53
19 - Thana beneath, memories of an orthodox youth in Susannah Heschel-ed on being a jewish feminist (New York: schocken Books 1983), 96-97
20 .Karen Armstrong, the Gospel According to woman (London; elm tree books.,1986), 53
21. Jesus Against Christianity: Reclaiming the Missing Jesus, (New York: Jack Nelson-Pallmeyer, Bloomsbury publishing, nd), 19

22۔ طہ: 20:117۔122

Ṭāhā 20: 117-122

23۔ کیلانی، عبدالرحمان، مولانا، تیسر القرآن، لاہور، دارالسلام، 3/82

Mawlānāʿabdūl Raḥmān, Kiylāani, Taysyr āl Qūr'ān (Lahore: Darussalam Publishers, nd), 3/82

24۔ الاعراف: 7:23

Ālāʿrāf 7: 23

25۔ الاحقاف: 46:15

Āl Āḥqāf 46: 15

26۔ محمد بن عیسی، ترمذی، **السنن** (ریاض: دارالسلام، 1999ء)، كتاب المناقب، باب فضل خديجة رضي الله عنها[3878]

Mūḥammad bin ʿisā, Tirmiḏy, *Āl Sūnan* (Riad: Dar al Salam, 1999),Kitāb āl Mnāqib, Bāb Faḍl e Ḫadiyǧaẗ (R.A), Hadith: 3878

27۔ استثنا: 17:2۔6

Deuteronomy 17: 2-6

28۔ استثنا: 16:10۔11

Deuteronomy 16: 10,11

29۔ اعمال: 2:17۔18

The Acts of the Apostles 2: 17,18

30۔ گلتیوں:3:28

Galatians 3: 28

31۔ 1 کرنتھیوں:14:34۔35

1.Corinthians 14: 34, 35

32۔ تیمتھیس:2:12۔13

1.Timothy 2: 12, 13

33۔ احبار:12:1۔5

Leviticus 12: 1-5

34۔ النساء:4:124

Āl Nisāʾ4: 124

35۔ الاحزاب:33:35

Āl Āḥzāb 33: 35

36۔ ال عمران:4:97

Āl ʿimrān 4: 97

37۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، **الجامع الصحیح** (ریاض: دالالسلام، 1999ء)، کتاب العلم ، باب عظة الإمام النساء وتعليمهن:98

Būẖāri, Mūaḥammad bin Ismāʿyl, *Ālğāmiʿ Āl Ṣaḥyḥ*, Kitāb ālʿlm, Bāb ʿiẓaẗ āl Imām ālnsāʾ wa taʿlymihinna, Hadith 98

38۔ شوکانی، محمد بن علی، **نیل الاوطار** (مصر: دار الحدیث، 1993ء)، 3/360

Šawkāni, Mūhammad bin ʿAli, *Nayl ūl Āūwtār* (Egypt: Dār ūl Ḥadiṯ, 1993), 3/360

39۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، **الجامع الصحیح**، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب تعليم النبي صلى الله عليه وسلم أمته من الرجال والنساء...،(7310)

Būẖāri, Mūaḥammad bin Ismāʿyl, *Ālğāmiʿ Āl Ṣaḥyḥ*, Kitāb Kiāb āl āʿtiṣām bil Kitāb e wa Sūnnaẗ, Bāb Taʿlym āl Naby (S.A.W) āūmatahū min āl Riğāl e wal Nisāʾ, Hadith 7310

40۔ الحمیدي، عبد اللہ بن الزبیر بن عیسی بن عبید اللہ، آبو بکر، **مسند الحمیدی** (دمشق: دار السقا، 1996ء) باب الجنائز، (حدیث:1019)

Āl Ḥūmyady, ʿAbdūllah bin āl Zūbayr, *Mūsnad āl Ḥūmyady* (Dimascus: Dār āl Šifāʾ, 1996), Bāb āl ğanāiz, Hadiẗ: 1019

41۔ البقرۃ:2:222

Āl Baqaraẗ 2: 222

42۔ مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض، رقم:302

Mūslm bin Ḥağāğ, *Āl Ğāmiʿ āl Ṣaḥiḥ*, Kitāb āl Ḥayḍ, Bāb Ğawāz ūl Ġūsal āl Ḥāiḍ, Hadiẗ: 302

43۔ مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض، رقم:300

Mūslm bin Ḥağāğ, *Āl Ğāmiʿ āl Ṣaḥiḥ*, Kitāb āl Ḥayḍ, Bāb Ğawāz ūl Ġūsal āl Ḥāiḍ, Hadiẗ: 302

44۔ امثال:15:20

Proverbs 15: 20